زندگی میں کہیں کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں آیا کہ آپ ﷺ نے یہ حکم دیا ہو کہ قربانیاں اس سال نہ کی جائیں اور قربانی کے جانور جن لوگوں نے پال رکھے ہوں وہ بیچ کر مجاہدین کو فنڈ فراہم کریں تاکہ وہ تلواریں نیزے، زرہیں اور بھالے خرید سکیں نہ عہد خلافت راشدہ میں کبھی ایسا کوئی فرمان جاری ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی خریداری کی بجائے مسلم مجاہدین کو گھوڑے اور سواریاں خرید کردی جائیں ۔لہذا یہ بات اچھی طرح سمجھ لی جانی چاہئے کہ شعائر اسلام جس طرح سے شارع نے مقرر کردئے ہیں ان کو اسی طرح ان کی اسی اسپرٹ پر باقی رکھتے ہوئے اسلامی اصولوں پر عمل کیا جائے گا ان میں کسی پیوندکاری کرنے یا ان کی تحسین وتجمیل کے جذبے سے ان میں تحریف کرنے کی ضرورت نہیں ۔

اللہ رب العزت سب کی قربانیاں قبول فرمائے (آمین بجاہ نبیہ الامین الکریم الذی ھو بالمؤمنین رؤوف رحیم)

واما بنعمۃ ربک فحدث.........................سفر اردن

دوسری قسط

اردن کے سفر پر میں کراچی سے ......اکتوبر ۲۰۱۰ کو امارات ائیرلائن کی پرواز سے روانہ ہوا، یہاں سے دبی اور دبی سے رائل جورڈن ائرلائن کی پرواز سے عمان اردن ......دبی ائرپورٹ پر کوئی آٹھ گھنٹے کا انتظار ائرپورٹ کے اس مقید حصہ میں کیا جسے Transit ایریا کہا جاتا ہے ......اس ٹرانزٹ ایریا کا معاملہ بھی خوب ہے بڑا ہی طویل وعریض، اور ڈیوٹی فری شاپس سے بھرپور، مگر ہم نے مسجد تلاش کی اور مسجد میں جابستر لگایا، پہلے تو نماز ادا کی پھر کچھ دیر تلاوت کلام حکیم سے دل بہلایا اور بالآخر لیٹتے ہی بنی، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حسب توقع ایک عرب نوجوان آدھمکا اور اس نے آتے ہی کہا **شیخ ھنا ممنوع النوم** ،یعنی یہاں سونا منع ہے، میں نے کہا یہ مسجد ہے یا مصلی اس نے کہا باقاعدہ مسجد تو نہیں، ہے تو مصلی ہی لکن

سنت کا مصداق وہ امور ہیں جن کا ثبوت نبی کریم ﷺ یا آپ کے اصحاب سے ہو (اصول فقہ)

یشبہ بالمسجد (یعنی مسجد سے مشابہ ہے) اور ساتھ ہی یہ فتوی بھی دے دیا کہ فالنوم فی المسجد حرام' میں نے اس سے کہا انت عجیب واللہ تم بھی خوب آدمی ہو......النوم فی المسجد الحرام مباح و النوم فی المصلی حرام ؟ ......وہاں تمہارے سارے عرب مسجد حرام میں مسجد نبوی میں پڑے قیلولے کر رہے ہوتے ہیں اور رمضان المبارک میں تو مکہ ومدینہ کے بازاروں میں موجود مساجد میں سارا سارا دن اے سی چلا کر شیخ نوم فرماتے ہیں' اس نے کہاھنا ک قانون وھنا قانون ' قانوننا لا یسمح بالنوم ' (یعنی وہاں کا قانون الگ اور یہاں کا الگ ہے بس ہمارے قانون میں یہاں سونے کی اجازت نہیں) ہم نے سوچا اس سے بحث کا کیا فائدہ اور ہم تو ویسے ہی ستانے کو لیٹے تھے نہ کہ سونے کو' ہم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں ایک مسافر ہوں اور اگر ہر مسافر اسی طرح یہاں آرام کے لئے آ گھسے تو اس چھوٹی سی جگہ میں نمازی نماز کہاں ادا کریں گے۔اور پھر یہ ملک تمہارا ہے لہذا حکم بھی تمہارا ہی چلے گا' چنانچہ چارونا چار ہم پھر انہی کرسیوں پر آ بیٹھے جہاں دنیا بھر کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام وملل کی عجیب وغریب مخلوق اپنی اپنی پروازوں کے انتظار میں مقید تھی ان میں نسوانیت سے عاری خواتین کی تعداد زیادہ تھی۔کوئی عریاں کوئی نیم عریاں اور کوئی تو لباس سے بالکل پریشان' اور اس قدر کہ بس میں آئے تو چند چیتھڑے جو جسم پر لپٹے ہوئے ہیں انہیں بھی اتار پھینکے۔اتنے میں ایک کامل مستور اور مکمل باپردہ لباس میں ملبوس خاتون اپنے بھائی کے ساتھ بھی ادھر سامنے آ بیٹھیں' جن کی باہم گفتگو سے ان کا بہن بھائی ہونا اور مصری ہونا معلوم ہوا۔سب حیرت سے انہیں تکنے لگے مگر وہ سب سے بے نیاز بیگ سے کتاب نکال کر مطالعہ کرنے لگیں۔یوں محسوس ہوا جیسے اس خاتون نے سب پر اپنا اور اپنے باوقار لباس کا رعب قائم کر دیا ہو۔

ہم نے کچھ بیٹھ کر کچھ گھوم پھر کر انتظار کی اکتاہٹ دور کرنے کی کوشش کی۔لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ الانتظار اشد من الموت..........وقت تھا کہ گزرتا ہی نہ تھا۔

خدا خدا کر کے بالآخر وہ مرحلہ آ گیا جب اردن عمان کے لئے ۱۴ نمبر گیٹ کی کھڑکی

سے بورڈنگ پاس جاری ہونے لگے' بورڈنگ پاس لے کر ہم نے باقی مراحل طے کئے اور پھر رائل جورڈن ائرلائن کا طیارہ لگ گیا اور ہم اس میں سوار ہو گئے۔ رات کا ایک پہر گزرا تھا کہ ہم عمان ائیر پورٹ پر اتر گئے جہاں ہمارے میزبان ہمیں لینے کے لئے آئے ہوئے تھے' ائیرپورٹ سے وزارت مذہبی امور اردن کے کسی آفیسر کی گاڑی میں ہمیں ہوٹل لے جایا گیا جو ملکہ رانیہ روڈ پر واقع تھا۔

اگلی صبح یعنی تین اکتوبر کو اس پروگرام کا آغاز ہوا جس میں ہم مدعو تھے افتتاح وزارت اوقاف کے ایک انسٹی ٹیوٹ یعنی **معهد الملك عبدالله الثاني لاعداد الدعاة وتاهيلهم وتدريبهم** کے ہال میں ہوا۔ جو اصحاب کہف کے غار سے متصل ہے' اردنی علماء کی تحقیق کے مطابق اصحاب کہف کا غار یہی ہے۔ اور جو دیگر ممالک میں اسی طرح کے اور اسی نام سے معروف غار ہیں تاریخی طور پر ان کا صحیح ہونا ثابت نہیں (واللہ اعلم بالصواب) اصحاب کہف کے اس غار کے بارے میں یہاں کے امام مسجد نے جو کہ وزارت اوقاف کے افسر اور اس مسجد کے امام ہیں نے ایک مفصل لیکچر دیا۔ جو کتب تاریخ وجغرافیا اور متعدد اقوال علماء ومشائخ کے حوالہ جات سے مزین تھا۔

افتتاحی تقریب میں وزیر پارلیمانی امور جناب توفیق صاحب تشریف لائے اور مہمانان گرامی میں مفتی اعظم اردن جناب عبدالکریم السخاونۃ' مفتی قوات مسلحہ جناب یحی صاحب' اور مفتی فی شمال الاردن جناب عبدالرحمٰن ابداح ابو اقبال قابل ذکر تھے۔

اتوار کے روز عمان کا کافی علاقہ ہم نے یوں دیکھ لیا کہ ائرپورٹ سے شہر خاصا دور ہے۔ پھر ہماری قیام گاہ (ہوٹل الفنار) سے جائے قرار منطقہ اصحاب الکہف کا فاصلہ نصف ساعت سے کم میں طے نہیں ہوتا۔

عمان اگرچہ ہم نے نظری طور پر دیکھ لیا مگر چند روز قیام کے دوران انشاء اللہ عملا دیکھ کر اس کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

مجاہدین و فاتحینِ شام و فلسطین اور شہدائے مؤتہ کے دربار میں

چار اکتوبر بروز پیر ہمارا کارواں جس میں فلسطین، مراکش، مالدیف، یمن، آذربائیجان، انگلینڈ، اور پاکستان کے مندوبین شامل تھے مطالعاتی دورے پر روانہ ہوا۔

پیر کے روز صبح دس بجے کارواں روانہ ہوا تو پہلا پڑاؤ کرک جانے والی سڑک پر واقع کلیۃ الدفاع الوطنی تھا (نیشنل ڈیفنس کالج) یہ کالج پاکستان کے ملٹری کالج جہلم یا ملٹری کالج کاکول کی طرح کا ہے۔ یہاں ایک ریٹائرڈ جنرل صاحب (اللواء الرکن المتقاعد طاہر الطروانہ) نے ایک پریزنٹیشن میں اس کالج کے بارے میں ہمیں بریفنگ دی۔ اور مفہوم الامن الوطنی پر ایک لیکچر دیا۔ اسی کالج کے آفیسرز میس میں ہمیں دوپہر کا پرتکلف کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد کارواں اپنی اگلی منزل کی جانب رواں دواں تھا، اور وہ تھی اردن کا ایک قدیم شہر مؤتہ جو اب کرک کے نام سے مشہور ہے۔ کرک میں اسلامی تاریخ کے ایک عظیم معرکہ، غزوہ مؤتہ کے شہداء کے مزارات ومقامات ہیں۔ کرک جاتے ہوئے پہاڑی وادیوں کے بیچم بیچ ایک ڈیم بھی ہمیں دکھایا گیا جو اردن کا پانی ذخیرہ کرنے والا معروف ڈیم ہے جسے سد موجب کہا جاتا ہے۔ اردن میں پانی کی شدید قلت پائی جاتی ہے، جس ہوٹل میں ہمارا قیام ہے وہاں کھانا تو سرکاری خرچ پر فراہم کیا جاتا ہے مگر مہمانوں کے کمروں میں رکھے ہوئے فرج میں رکھی ہوئی پانی کی بوتلیں صرف خرید کر استعمال کی جاسکتی ہیں۔ تینوں وقت کے کھانوں میں پینے کے لئے دو قسم کے شربت کے کنٹینر رکھے رہتے ہیں مگر پانی کے جگ یا بوتلیں نہیں رکھی جاتیں۔ ممکن ہے یہ صورت حال دیگر ہوٹلوں کی نہ ہو۔ تاہم عمومی تاثر ہم نے یہی لیا کہ عمان میں پانی کی قلت کے باعث لوگوں کو پانی (منرل واٹر) خرید کر ہی پینا پڑتا ہے تاہم مساجد میں ہم نے پانی کے کولر لگے ہوئے ضرور دیکھے اور ان سے پانی بھی پیا جو بالکل اسی طرح چٹا سفید اور سادہ تھا جیسے ہمارے ہاں کا خالص پانی ہوا کرتا ہے۔

مؤتہ عمان سے زیادہ دور نہیں کوئی تین گھنٹے کی مسافت پر ہوگا، ہمارا کارواں جلد ہی اس شہر پہنچ گیا جسے اب کرک کہا جاتا ہے یہ اسی جگہ آباد ہے جہاں غزوہ موتہ واقع ہوا تھا

۔یہاں سب سے پہلے ہمیں اس جگہ لے جایا گیا جہاں میدان موتہ واقع ہے یہاں ایک قدیم مسجد و مدرسہ کے ویران تاریخی آثار کے بقایا تھے' جن کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ یہ اموی یا عثمانی ترکی دور کی یادگار کی باقیات ہیں' یہاں ایک دیوار میں ایک پتھر بھی لگا ہوا تھا جس پر تحریر تھا کہ یہ میدان مؤتہ ہے جہاں تاریخی غزوہ موتہ پیش آیا۔

غزوہ مؤتہ کے تاریخی آثار

میدان مؤتہ کے تاریخی آثار دیکھتے ہوئے یہ بات ذہن میں گردش کرنے لگی کہ مدینہ طیبہ سے اتنی دور اس مقام پر جو اب ایک مستقل ملک ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آخر کیوں آئے اور اس وقت کی سپر پاور رومن امپائر کے قیصر اعظم سے ٹکر کیوں لی' تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب شام کے علاقوں میں جو اس وقت عیسائی حکومت کا اہم مرکز تھا اسلام زور وشور سے پھیلنے لگا اور ہر روز کسی نہ کسی خاندان اور قبیلے کے مسلمان ہونے کی خبریں عام ہونے لگیں تو آج کے آزادی حریت فکر اور آزادی اختیار مذہب کے داعیوں کے جد امجد قیصر روم کے عیسائی گورنر شام نے یہ اعلان کروادیا کہ جو شامی اسلام قبول کرے اسے تہ تیغ کردیا جائے۔شاید یہ اعلان آج کے رواداری کے علمبرداروں کے خیال میں مناسب ہی گردانا جائے کیوں کہ یہ ان کے پروہتوں کے رویہ کی عکاسی کرتا ہے' لیکن اس سے بھی بڑھ کر ایک کام اور ہوا جو آج کے مغربی فکر وفلسفہ کے حامیوں کے نزدیک درست ہی قرار پائے گا کہ یہ کام بھی Tolrance کے پرچارکوں کے بابائے اعظم کا کیا ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے حاکم بصری حارث بن ابی شمر الغسانی (عیسائی) کے پاس اپنا ایک سفیر روانہ فرمایا تا کہ اسے دعوت دین دی جائے اور جادہ حق سے بھٹکے ہوئے اس مسکین کو صراط مستقیم دکھائی جائے لیکن حضور ﷺ کے سفیر حضرت حارث بن عمیر الازدی (رضی اللہ عنہ) جب مؤتہ کے مقام پر پہنچے جو بصری سے ابھی دور ہی تھا کہ ان کی ملاقات یہاں کے عیسائی رئیسوں میں سے ایک اور اس علاقہ کے غسانی امراء میں سے ایک امیر شرحبیل بن عمرو الغسانی سے ہوگئی یہ بھی قیصر کا اہم آدمی تھا اور اس علاقہ کا عیسائی سردار تھا' اس نے سفیر رسول ﷺ سے پوچھا کون ہو؟ کہاں سے آئے

ہو' کدھر کا ارادہ ہے؟ صحابہ نے تکیہ تو سیکھا ہی نہ تھا فوری جواب دیا' میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں حاکم بصری کے نام حضور ﷺ کا خط لے جارہا ہوں' اس نے حضور ﷺ کا نام لے کر کہا اچھا تو تم ان کے قاصد ہو؟ پھر اس نے اپنے جذبہ حریت فکر کا آزادی سے استعمال کرتے ہوئے اس سفیر رسول ﷺ کو رسیوں سے جکڑ دیا اور پھر ان کا سرتن سے جدا کر کے عیسائی قوم کی رواداری اور آزادی فکر کا ایک انمٹ نقش قائم کر دیا۔ جسے مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں محفوظ کر رکھا ہے' مسلم نوجوانوں کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔خصوصا اس وقت جب عالمی میڈیا پر مسلمانوں کو خود ساختہ طور پر غیر مسلموں کو ذبح کرتے ہوئے دکھایا جارہا ہو اور یہ تاثر عام کیا جارہا ہو کہ مسلمان دہشت گرد ہیں' جب صلیبی جنگوں میں عیسائی فاتحین کی مسلم کشی پر پردہ ڈالتے ہوئے مسلمانوں ہی کو ظالم اور اسرائیل وفلسطین پر ناجائز قابض ثابت کیا جارہا ہو اور نام نہاد مسلم مصنفین بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا کر یہ کہہ رہے ہوں کہ بیت المقدس پر تاریخی طور پر مسلمانوں کا حق ثابت نہیں ہوتا۔

مسلم نوجوانوں کو حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کا واقعہ اس وقت اور بھی زیادہ توجہ سے پڑھنا چاہئے جب بابری مسجد کی کھلے عام اہانت وانہدام کو چھپانے کے لئے دولت کی طاقت کے بل بوتے پر تاریخ کو مسخ کیا جارہا ہو اور یہ تاثر دیا جارہا ہو کہ سیوشینا کے اندھے ہندوؤں نے نہیں مسلم نوجوانوں نے دنیا کا امن تہ وبالا کر رکھا ہے' جب ہیکل سلیمانی کو برباد کرنے کا الزام مسلمانوں پر عائد کر کے عیسائی اور یہودی مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو منہدم کرنے کی ناپاک سازش کر رہے ہوں ایسے میں مسلم نوجوانوں کا اپنی تاریخ سے نابلد رہنا زندہ درگور ہونے کے مترادف ہے۔

حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کے بعد قتل سفیر کے اس ناقابل معافی جرم کو (جو خود قیصر وکسری کے سفیروں کے حق میں ناقابل معافی خیال کیا جاتا تھا) حضور ﷺ کیسے نظر انداز فرما سکتے تھے' چنانچہ آپ مکہ مکرمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرما کر اور عمرہ کی ادائیگی سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لا کر کفر وشرک کے اس مرکز اعظم

یعنی رومن امپائر کو اسلام کے امن وآشتی بھرے حرم میں تبدیل کرنے اور رؤسائے کفار کو اسلام کی دعوت دینے اور اسلام کے ظل عاطفت میں لانے کا حتمی ارادہ فرمالیا' نیز قتل سفیر کے مجرمین کو دعوت اسلام کی تضحیک و توہین کرنے اور سبق سکھانے کا بھی پختہ ارادہ فرمالیا۔مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر جرف نامی بستی میں حضور ﷺ نے شمع رسالت کے پروانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور پھر قیصر کے خلاف پیش قدمی کے لئے مجاہدین کا لشکر تیار فرمایا اس لشکر کا امیر آپ نے حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) کو مقرر فرمایا۔

یہ وہ بنیادی اسباب تھے جو اصحاب رسول ﷺ کو مدینہ طیبہ سے یہاں تک لے آئے تھے' ہم مؤتہ کے مقام پر پہنچے تو ظہر کا وقت ہو چکا تھا میدان مؤتہ کے بعد ہمیں وہاں لے جایا گیا جہاں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مقامات مبارکہ (مزارات) ہیں ۔پہلے ہمیں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مزار پر لے جایا گیا یہ ایک بڑی مسجد کی پائنتی میں ایک خوبصورت گنبد میں ہے ۔مزار پر خوبصورت سنہری جالی ہی بالکل ویسی ہی جیسی کربلا و کوفہ نجف وکاظمین کے مزارات پر ہے ۔اس جالی کا اہتمام بوہری فاطمی فرقہ کے لوگوں نے کیا ہے چنانچہ ان کے نام کی ایک تختی بھی جالی پر کندہ ہے۔

غزوہ مؤتہ کے لشکر کی کمان حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تھی' چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد ہم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر تھے جو ایک الگ بلند وبالا عمارت میں گنبد کے اندر ہے' مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہوتے ہی احساس ہوا.......... خبردار.......... تم ایک صحابی کے روبرو کھڑے ہو جس نے اسلام کا پرچم صرف نظریاتی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر بلند کیا اور وہ بھی دنیا کی ایک اہم طاقت رومن امپائر کے مقابلے میں بلند کیا یہ وہ مرد میدان ہے جس نے رومی لشکر کے عین سامنے کھڑے ہو کر اور اسلام دشمن عیسائی فورس' رومن فورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جنگ کی مبارزت کو قبول کیا ....(جاری ہے)

عالم اسلام کو عید الاضحی مبارک ہو

مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے کہ جس کا کرنا شریعت میں پسند نہ کیا گیا ہو اور اس سے بچنا بہتر وثواب ہو